رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸)

شرح چندہ
سالانہ ۶ے
ششماہی ۳ے
سہ ماہی .... عـہ

قیمت فی پرچہ (۲ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (۱)

شرح چندہ
سالانہ ۶ے
ششماہی ۳ے
سہ ماہی .... عـہ

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد (۳) | ۲۰ امرداد ۱۳۵۲ ف | ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ | ۲۶ جون ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۱۱)

بین الاقوامی قانون کا احترام

وزیر خارجہ ترکی کی تقریر

از
لیونارڈ ورشین

جامعہ استنبول میں بین الاقوامی قانون کے شعبہ کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر خارجہ ترکی نے بین الاقوامی ہم آہنگی پر ایک تقریر کی۔ وزیر خارجہ نے اپنی تقریر میں ان بین الاقوامی قوانین پر زور دیا جن کی ترکی پابندی کر رہا ہے اور یہ وضاحت کی کہ حق اور قانون کے بین الاقوامی اصول کو ترکی نے اپنا مسلک بنایا ہے اور چاہتا ہے کہ ترکی کی آئندہ نسلیں بھی حق و انصاف کے انہی اصولوں پر کاربند رہیں۔

وزیر خارجہ نے کہا کہ آج دنیا ایک سخت کشمکش میں مبتلا ہے ایسی کشمکش جس میں کبھی کبھی بین الاقوامی قانون کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ میں اس مقام سے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ملک ایسا ہے جہاں بین الاقوامی قانون کو نہ صرف پناہ دی گئی ہے بلکہ وہ یہاں حکمران ہے۔ اور یہ ملک ترکی ہے۔"

"جب اتاترک نے ترکی میں قومی تحریک شروع کی تھی ان کا مقصد حصول انصاف تھا۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں لوزان کانفرنس میں عصمت پاشاہ (صدر اتاترک) نے بھی انصاف کا مطالبہ کیا تھا۔ ترکی میں انصاف کے تمام اصول ان دو اہم واقعات پر مبنی ہیں۔ جب لوزان میں ترکی کی آزادی تسلیم کر لی گئی تو ترکی ہر تن قیام امن میں مصروف ہو گیا۔ سب سے پہلے فرانس اور انگلستان کو دوست کر کے ترکی نے یونان سے برادرانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب رہا۔ حالانکہ یونانی کل تک دشمن تھے۔ آج بھی جبکہ دنیا کی قومیں ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں ترکی کے جذبات اقوام بلقان کی جانب ہیں۔ ترکی نے امن کی پالیسی پر کاربند رہ کر دوسری قوموں سے دوستانہ معاہدے کئے۔ نازک ترین ساعتوں میں بھی جبکہ ترکی کے قومی مفاد کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا ترکی ثالثی کے اصول پر قائم رہا اور مناقشات کو ثالثی کے ذریعہ رفع کرنے کے طریقہ کو ایک نظریہ کی حیثیت سے اس نے تسلیم کر لیا۔"

دنیا کا مستقبل

بین الاقوامی قانون اور انصاف پر اپنے ایقان کا اظہار کرنے کے بعد وزیر خارجہ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ ترکی دنیا کے مستقبل کو جمہوری بنیادوں پر بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ترکی قوم ایک ایسی قوم ہے جہاں مراعات کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس قوم میں سماجی امتیازات مفقود ہیں۔ یہ ایسی قوم ہے جس میں افراد کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی قوم ہے جو قومی مقاصد کے لئے متحد رہتی ہے۔ دنیا کے مستقبل کی نسبت ترکی کا وہی نصب العین ہے جو اس کا قومی نصب العین ہے جس طرح ترکی میں ایک ادنیٰ کاشتکار اور اعلیٰ افراد میں کوئی امتیاز نہیں اسی طرح ترکی کی خواہش ہے کہ اقوام عالم میں بھی کوئی امتیاز نہ رہے۔ ہر قوم کو یہ آزادی حاصل رہنی چاہیے کہ وہ اپنے قومی مفاد کی تکمیل کرے اور اپنے حالات کے لحاظ سے اپنی زندگی کو نمو دے۔

ترکی کا یہ ایقان ہے کہ اقوام کے مابین ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لئے انسدادی تدابیر ناگزیر ہیں اور اس طریقہ پر ترکی ہمیشہ کاربند رہا ہے۔ اگرچہ یہ نصب العین آج ایک خواب معلوم ہوتا ہے مگر یہ حقیقت ہو کر رہے گا۔

ترکی کا مفاد

وزیر خارجہ نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا کہ ہماری خارجی حکمت عملی کا مقصد ترکی کے حق اور مفاد کا تحفظ ہے۔ ہم اس نصب العین کے تحت آگے بڑھ رہے ہیں اور ایسے زمانہ میں سکوت کے ساتھ کام کر رہے ہیں جبکہ ہر طرف انسانی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ اس خون کی نسبت کہا جا رہا ہے کہ یہ آئندہ خوش حالی کی قیمت ہے۔ ترکی قوم محسوس کرتی ہے کہ وہ اپنا خون حصول انصاف کی خاطر کافی اور مسلسل طور پر بہا چکی ہے۔ مگر اس کے باوجود وقت کا یہ تقاضا ہو کہ آج بھی ہم قربانیاں دیں تو اس کے لئے ہم تیار ہیں۔

اب جبکہ تونسیہ کی مہم ختم ہو چکی ہے ہر شخص دریافت کر رہا ہے کہ اب کیا ہو گا؟ اکثر لوگ یہ جاننا چاہتے تھے کہ ترکی کیا کرے گا۔ وزیر خارجہ کی یہ تقریر اس سوال کا جواب ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی جنگ میں شریک ہونا نہیں چاہتا تاوقتیکہ اس پر حملہ نہ ہو۔ حملہ کا صرف ایک خطرہ جرمنی کی جانب سے ہے۔ مسٹر ایڈن صادق نے جو ابھی حال میں ہندوستان آئے تھے اپنے اخبار میں لکھا ہے کہ جرمنی جبکہ وہ اتنی مشکلات میں گھرا ہوا ہے ترکی پر حملہ کر کے دوستانہ تعلقات منقطع نہیں کرے گا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا مقصود ہے کہ جب وہ حملہ کر سکتا تھا نہیں کیا تو اب کیا کر سکتا ہے۔ جنگ سے ترکی کے دور رہنے کے امکانات اظہر ہیں۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

ہفتہ وار
مملکت

جلد ۲	۳۰ امرداد ۱۳۵۲ ف	نمبر ۱۱

ناداروں کی رفاقت

محصول زائد نفع اندوزی

یہ امر موجب تشکر ہے کہ زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو حضرت بندگانِ اقدس نے شرف منظوری عطا فرمایا۔ اس خصوص میں حکومت سرکار عالی نے جو اعلامیہ جاری کیا ہے اس سے اس حقیقت پر مزید روشنی پڑتی ہے کہ حضرت بندگانِ اقدس کو غریب رعایا کی پریشانیوں کے ارتفاع کا کس درجہ خیال ہے۔

جنگ سے پیدا شدہ حالات سے فائدہ اٹھا کر اکثر بیوپاریوں نے من مانے نفع کمایا۔ بڑھتی ہوئی قیمتوں کا بار بالکلیہ صارفین پر پڑ رہا تھا جن کی آمدنی محدود اور وسائل حیات قلیل ہیں۔ عوام کی حالت دن بدن ناگفتہ بہ ہوتی جا رہی تھی۔ ساہوکاروں کی حرص و طمع کی وجہ سے غلہ موجود ہونے کے باوجود عوام کو بہتر نہیں آسکتا تھا اور روپیہ کی گرتی ہوئی قیمت کے سبب سے ان کے لئے عرصہ حیات تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ یوں تو عام طور پر غریب اور ادنیٰ متوسط طبقے پریشانیوں میں دن کاٹتے ہیں لیکن گزشتہ دو سال سے وہ جس مصیبت میں مبتلا ہیں اس کا اندازہ صرف اہل دل طبقہ ہی کر سکتا ہے۔ موجودہ صورت حال نازک سے نازک تر ہوتی جا رہی تھی اور اگر حکومت بروقت متوجہ نہ ہوتی تو اس کا قوی اندیشہ تھا کہ ساہوکاروں کے ذخائر اور غلہ کی منڈیاں لوٹ لی جاتیں اور ساہوکاروں کو کثیر نقصانات برداشت کرنے پڑتے۔ پس غریب طبقوں کو ناداروں کی مصیبت سے نجات دلانے اور نفع اندوزوں کو اور گرسنہ عوام کے غیظ و غضب کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے حکومت نے ایک درمیانی اور صلح جویانہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

غریبوں کی چیخ و پکار

حکومت نے اپنے حالیہ اعلامیہ میں صراحت کی ہے کہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے وہ کیا طریقہ اختیار کرنا چاہتی ہے۔ اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

> غریب تر اور چھوٹے اوسط طبقے کے لوگ حالات جنگ کی وجہ سے زیادہ مفلس ہو گئے ہیں۔ لیکن ایک چھوٹا طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جن کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ان کے لئے قیمتوں میں اضافہ کے معنے منافعوں میں اضافہ ہے۔ ...... ملک کا غریب طبقہ چیخ و پکار مچا رہا ہے کہ ارزاں فروشی کی دوکانیں کھولی جائیں جہاں غلہ بازار سے کم قیمت پر فروخت ہو۔ کوئی ایسی اسکیم جو کم سے کم بھی ملازمین سرکار عالی، شہداروں اور غریب طبقے کے لئے مزید امداد و سستے غلے کی صورت میں بہم مرتب کی جائے تو اس کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہوگی جس کی حکومت کے معمولی محاصل سے پابجائی نہیں ہو سکتی۔ اس خصوص میں چند سربرآوردہ مقامی اخباروں اور پبلک اداروں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ جنگ سے پیدا شدہ حالات کی وجہ سے ملک کا وہ طبقہ جو دوسروں کے خسارے سے فائدہ کما رہا ہے مجبور کیا جانا چاہئے کہ اس بوجھ کا کچھ حصہ جو حکومت پر پڑ رہا ہے خود برداشت کرے اور یہ کہ اندریں صورت زائد نفع اندوزی کے محصول ایک ٹیکس حیدرآباد میں بھی نافذ کیا جائے جس کی آمدنی بالکلیہ کم تنخواہ پانے والے ملازمین اور عوام کے غریب طبقے کی امداد میں صرف کیا جائے۔

اس تجویز کو روبعمل لانے کے لئے حکومت نے بمنظوری حضرت اقدس و اعلیٰ ٹیکس زائد نفع اندوزی کے قانون کا ایک مسودہ مرتب کیا ہے جو جریدہ غیر معمولی میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ مسودہ قانون اب مجلس وضع قوانین میں پیش ہوگا۔ اس قانون میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ جاگیرداروں اور زمینداروں کی زرعی آمدنی اور وکلاء، ڈاکٹروں، حکیموں کی آمدنی، ملازمین سرکار عالی کی تنخواہوں اور دیگر ملازمین کی ماہوار تنخواہوں پر یہ ٹیکس نہیں عائد کیا جائے گا۔ یہ اسکیم صرف تجارت اور کاروبار سے متعلق ہوگی۔ ان طبقات کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ طبقے جنگ سے پیدا شدہ حالات سے نفع اندوزی نہیں کر رہے۔ مجوزہ قانون کا مقصد صرف زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کرنا ہے۔

ایک اعتراض

برطانوی ہند میں رقم ۹۳ فی صد ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں حکومت سرکار عالی نے تاجروں کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھ کر شرح ٹیکس ۵۰ فی صد رکھی ہے۔ یہ رقم جس کا تخمینہ پچیس لاکھ کیا گیا ہے بالکلیہ نادار طبقوں کی امداد پر صرف کی جائے گی اور ۲۰ فی صد حصہ قدیم اس دن کے لئے بطور امانت محفوظ رکھا جائے گا جبکہ ختم جنگ کے بعد معاشی دنیا کساد بازاری سے دوچار ہوگی۔ ایسے آئندہ وقت میں زائد منافعوں کا ۲۰ فی صد حصہ تاجروں کو ایک رقم غیر مترقبہ کی حیثیت سے واپس دے گا تاکہ وہ اقتصادی پستی کا مقابلہ کر سکیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے یہ ٹیکس صرف انہی تاجروں پر عائد کیا جائے گا جن کا سالانہ منافع (۳۲) ہزار سے زیادہ ہو۔ حسابات کی جانچ پڑتال اور عائد شدہ ٹیکس کی تشخیص کے لئے جو طریقہ تجویز کیا گیا ہے اس میں بھی کافی سہولتیں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اعلامیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ:

> اس قانون کو ایک علیحدہ سررشتہ کے ذریعہ عمل میں لایا جائے گا۔ ٹیکس ادا کنندہ اپنی آمدنی کا اظہار کرنے پر افسر ٹیکس زائد نفع اندوزی ٹیکس تشخیص کرے گا اگر اس کو شبہ ہو کہ وہ آمدنی کی صحت کا اطمینان نہ ہو تو وہ ٹیکس ادا کنندہ کو مناسب موقع دے گا کہ وہ اپنی تائید میں شہادت پیش کرے۔ اس تشخیص کا مرافعہ نائب ناظم کے پاس ہو سکے گا اور اگر مرافعہ کی تجویز سے بھی وہ مطمئن نہ ہو تو ناظم کے پاس رجوع ہو سکے گا۔ ناظم کو اختیارات دئے گئے ہیں کہ وہ از خود کسی تشخیص یا مرافعہ کے حکم پر یا کسی ٹیکس ادا کنندہ کی درخواست نگرانی پر احکام صادر کرے۔ مزید برآں ٹیکس ادا کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ ناظم سے درخواست کرے کہ کوئی امر واقعہ قانون عدالت العالیہ کے تصفیہ کے لئے پیش کرے۔ اگر ناظم کی رائے میں کوئی ایسا امر واقعہ قانون پیدا نہیں ہوتا ہے تو ٹیکس ادا کنندہ خود راست عدالت العالیہ میں درخواست پیش کر سکتا ہے کہ ناظم کو معاملہ عدالت العالیہ میں پیش کرنے کے لئے حکم دیا جائے۔ عدالت العالیہ کے فیصلہ کا مرافعہ جوڈیشل کمیٹی میں پیش ہو سکے گا۔

بعض حلقوں میں یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ اس تجویز کی رو سے اگر کوئی تاجر حکومت کے عائد کردہ ٹیکس سے ناراض ہو تو اس کو دادرسی کے واسطے کثیر مواقع دیئے گئے ہیں کہ کوئی مقدمہ ختم جنگ سے پہلے ختم نہ ہو سکے گا اور تاجروں کو یہ موقع ملے گا کہ عائد کردہ ٹیکس قبول کرنے کے بجائے ناراضی کا اظہار کرکے ادائی ٹیکس سے پہلوتہی کریں اور مرافعہ بازی میں وقت گزاریں اور اس طرح قانون کا منشا فوت ہو جائے گا۔ ان حلقوں کا یہ خیال ہے کہ اس طویل طریقہ دادرسی کے بجائے کوئی مخصوص عدالت یا مجلس ثالثی مقرر کر دی جائے تو مناسب ہے۔ حالیہ پریس کانفرنس میں آنریبل مسٹر غلام محمد نے یہ وضاحت فرما دی ہے کہ ٹیکس کی رقم پہلے وصول کر لی جائے گی اور اگر مرافعہ کے فیصلہ سے یہ ثابت ہو کہ زیادہ رقم وصول کی گئی ہے تو یہ رقم تاجروں کو بازگشت کر دی جائے گی۔ اس تصریح کے بعد یہ اندیشہ باقی نہیں رہتا کہ کوئی تاجر ٹیکس کی ادائی میں پہلوتہی کر سکے گا۔

قانون کی اصلی غائت

محصول زائد نفع اندوزی کے متعلقین بڑی شد و مد سے یہ پروپگنڈا کر رہے ہیں کہ محصول زائد نفع اندوزی کا قانون افراط زر کو روکنے کے لئے نافذ کیا جائے گا اور اس غرض کے لئے ۲۰ فی صد ٹیکس ناکافی ہے بلکہ ۱۰۰ فی صد عائد کیا جانا چاہئے۔ دوسرے الفاظ میں اس قانون کے نفاذ کا منشا غریب اور نادار طبقوں کی امداد نہیں ہے بلکہ افراط زر کا انسداد ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا حیدرآباد میں افراط زر کا مسئلہ ہے بھی یا نہیں۔ گزشتہ ماہ کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں افراط زر نہیں ہے اور حالیہ پریس کانفرنس میں بھی آنریبل مسٹر غلام محمد نے یہ وضاحت فرما دی ہے کہ حیدرآباد میں افراط زر نہیں ہے اور اگر کچھ ہے بھی تو اس قدر خفیف ہے کہ ناقابل لحاظ اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ افراط زر نہ بھی ہو تو زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے جیسا کہ امریکہ میں کیا گیا ہے اور جب اس ٹیکس کا مقصد غریب اور نادار طبقوں کی امداد ہے تو بے محل اعتراضات کرکے اس مسئلہ میں الجھن پیدا کرنے کی کوشش صحیح نہیں ہو سکتی۔

بعض بیوپاریوں کی جانب سے یہ پروپگنڈا بھی کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ ٹیکس عائد کیا گیا تو اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ ہم تفصیلات میں جائے بغیر یہاں صرف اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ محصول زائد نفع اندوزی کسی کارخانہ کی پیداوار یا مصنوعات پر عائد نہیں کیا جائے گا بلکہ جنگ سے پیدا شدہ حالات سے فائدہ اٹھا کر جو منافع اور زائد منافع کمایا گیا ہے اس پر یہ ٹیکس عائد ہوگا۔ اس کے علاوہ قیمتوں میں اضافہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ بازار میں کوئی مسابقت نہ ہو اور کسی ایک تاجر کو اجارہ حاصل رہے۔ اگر اس کے باوجود بھی قیمتوں میں اضافہ ہو تو حکومت کو قیمتوں پر نگرانی قائم کرنی پڑے گی اور حکومت نگرانی قائم کرے گی۔ غرض کہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کا اندیشہ ظاہر کرکے غرض مند بیوپاری چاہتے ہیں کہ عوام کو مجوزہ قانون کے خلاف مشتعل کریں، مگر ہمیں توقع ہے کہ یہ پروپگنڈا ناکام ثابت ہوگا۔

آخر میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ محض زمانہ جنگ کی نفع اندوزی پر موقتی ٹیکس عائد کرنا ملک کے مالیاتی اور معاشی مسائل کا واحد حل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس کی ہے کہ غیر ضروری تعویق کے بغیر انکم ٹیکس بھی عائد کیا جائے تاکہ کاشتکاروں، مزدوروں اور دیگر نادار طبقوں کی حالت سدھارنے میں حکومت کو موازنہ کی موجودہ دقتوں سے دوچار ہونا نہ پڑے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ صوبہ مدراس کے انکم ٹیکس کمشنر نے جن کی خدمات یہاں مستعار لی گئی ہیں انکم ٹیکس سے متعلق بہت مفید مواد جمع کیا ہے اور حالات ملک کا مطالعہ کرکے ایسی تجاویز مرتب کی ہیں جن سے غیر مستطیع طبقہ انکم ٹیکس کی زد میں نہ آسکے گا۔ اگر یہ ابتدائی منازل طے ہو چکی ہیں تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ حکومت ان سفارشات کو آگے نہ بڑھائے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ حضرت بندگان اقدس ہر اس معروضہ کو شرف قبولیت بخشنے کے لئے تیار رہتے ہیں جو ملک کی اکثریت کی فلاح و بہبود کے لئے مفید اور ضروری ہو۔

زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز کو منظور کرکے حکومت سرکار عالی نے دنیا پر یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ سرمایہ داروں کے زیر اثر نہیں ہے بلکہ چند سرمایہ داروں کی خوشنودی سے زیادہ ہماری حکومت کو غریبوں اور ناداروں کی دعائیں عزیز ہیں۔ خدا کرے کہ اس رجحان میں اور اضافہ ہو تاکہ مابعد جنگ کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہماری حکومت تیار رہے۔

محکمہ مال سے ایک استفسار

جس وقت حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا تھا نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اجناس خوردنی کی درآمد و برآمد کا کام بالکلیہ کارپوریشن سے متعلق رہے گا۔ اس بیان کی توثیق دیگر سرکاری اعلانات سے بھی ہوئی۔ اور ماہ خورداد کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں کارپوریشن کے مقاصد کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس مضمون سے بھی اس بیان کی توثیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ اجناس خوردنی کی درآمد یا برآمد تاجروں کے ذریعہ نہیں کی جائے گی۔ اب ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ تور کی برآمد کا اجازت نامہ کسی تاجر کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کارپوریشن کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور شخص کو یہ اجازت نامہ کیوں دیا گیا؟ ہمیں علم نہیں کہ آیا کارپوریشن نے اس عمل کے خلاف کوئی احتجاج کیا ہے۔ ہم ممنون ہوں گے اگر محکمہ مال عوام کو مطلع کرے کہ اجناس کی درآمد و برآمد میں یہ دو عملی کیوں روا رکھی جا رہی ہے اور نفع اندوزی کا کامل سد باب کیوں نہیں کیا جاتا۔

محصول زائد نفع اندوزی

جماعت اتحاد و ترقی کی قرارداد

(۱) جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ منعقدہ ۱۸ امرداد ۵۲ف نے مسودہ قانون محصول نفع اندوزی، حکومت کے اعلامیہ اور آنریبل صدر المہام بہادر فینانس کی تصریحات پر غور کیا۔ جماعت ہذا کی رائے میں حکومت نے حالات ملک اور گرانی کا احساس کرکے پبلک اخبارات کے مشوروں کو قبول کرکے غریب اور نادار طبقوں کی امداد کے لئے صحیح قدم اٹھایا۔ جماعت ہذا حکومت کے اس اقدام کا خیر مقدم کرتی ہے۔

(۲) جماعت ہذا کی یہ بھی رائے ہے کہ محصول زائد نفع اندوزی سے وصول شدہ رقم کا قلیل ترین حصہ انتظامی امور پر صرف کیا جائے اور اس رقم کے خرچ کے لئے ایک ایسا بورڈ قائم کیا جائے جن میں سرکاری ارکان کے ساتھ غیر سرکاری ارکان کو موثر نمائندگی حاصل رہے۔

حیدرآباد کا معاشی موقف

رپورٹ نظم و نسق ۱۳۵۷ف کی روشنی میں

زرعی ممالک محروسہ سرکار عالی کا کل زیر کاشت رقبہ تقریباً (۳) کروڑ (۱۰) لاکھ ایکڑ ہے۔ کاشتکاران زرعی کی جملہ تعداد (۲۴) لاکھ (۴۰) ہزار ہے۔

سررشتہ زراعت کی مروجہ بہتر قسم کی فصلوں کا کل رقبہ (۱۴) لاکھ (۶) ہزار ایکڑ ہے۔

ممالک محروسہ میں انجمن ہائے امداد باہمی کی جملہ تعداد (۴۵۰۰) ہے جن کے کل ایک لاکھ (۵۵) ہزار اراکین ہیں۔ ان انجمنوں کے کل سرمایہ جاریہ کی مقدار (۳) کروڑ روپے ہے۔

۱۳۵۶ف میں مصالحت قرضہ کی (۱۶) مجلسوں نے (۱۰۲۳) کاروائیوں کا فیصلہ کیا جو ۲ لاکھ روپے پر مشتمل تھیں۔

ممالک محروسہ میں دیہی تنظیم کی (۱۳۰) انجمنیں ہیں جن میں (۱۵) ہزار اراکین ہیں۔

صنعتی

ممالک محروسہ میں کارخانوں کی جملہ تعداد (۱۰۵) ہے سالانہ (۲) کروڑ (۵۰) لاکھ یونٹ برقی قوت پیدا کی جاتی ہے۔ اضلاعوں کے متعدد مقامات پر برقی انجمن کا انتظام ہے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کی چھ بڑی پارچہ بافی کی گرنیوں سے سالانہ ۲ کروڑ پونڈ تاگہ اور (۶) کروڑ گز کپڑا تیار ہوتا ہے۔

شاہ آباد سمنٹ کمپنی سالانہ ۲ لاکھ ٹن سے زیادہ سمنٹ تیار کرتی ہے۔

شکر کی پیداوار سالانہ (۲) لاکھ ٹن سے زیادہ ہے۔

ممالک محروسہ میں سالانہ (۱۳) لاکھ ٹن کوئلہ نکالا جاتا ہے۔

ممالک محروسہ کے سگریٹ کے کارخانے سالانہ (۱۴) کروڑ سگریٹ بناتے ہیں۔

دکن ایر لیڈ مائننگ کمپنی ہر سال (۵۰۰) ٹن مینگنیز برآمد کرتی ہے۔

حیدرآباد کنسٹرکشن کمپنی کو ابرق اور رقم روپے کی برآمد کے لئے بالترتیب تعلقہ جات گنگاوتی اور مگتیال میں اجازت دی گئی ہے۔

حکومت کے صنعتی تجربہ گاہ میں جو مختلف مرکبات تیار ہوئے وہ پبلک سے وصول ہوئے۔

ممالک محروسہ میں گندھک کے کل بارہ کارخانے ہیں۔ کوہ ازگلاس فیاکٹری نے ۱۳۵۶ف میں (۳۵) لاکھ روپے مالیت کی اشیاء تیار کیں۔

۱۳۵۶ف میں رولڈ بسکٹ وغیرہ کی پیداوار کی مالیت نصف کروڑ روپے رہی۔

ممالک محروسہ میں دیا سلائی کے (۱۳) کارخانے ہیں جو ہر سال (۲۳) لاکھ (۹۳) ہزار گروس دیا سلائی کی ڈبیاں تیار کرتے ہیں۔

ذرائع رسل و رسائل

۱۳۵۶ف میں سررشتہ تعمیرات نے (۲۲۵۰) میل طویل سڑکوں کی مرمت اور درستی کی۔

ممالک محروسہ میں (۳) ہزار میل کی سڑکوں پر بس سروس کا انتظام ہے۔ اور بسوں اور لاریوں کی جملہ تعداد (۲۳۰۰) ہے۔

ممالک محروسہ میں ریلوے سڑکوں کی جملہ لمبائی (۱۳۰۰) میل ہے۔

ممالک محروسہ میں کل (۲۰۰۰) ڈاکخانے ہیں۔

ڈاکخانوں میں ۳ کروڑ کی اشیاء ارسال کی گئیں۔

جملہ ۶ لاکھ منی آرڈرس اجرا کی گئیں جن کی جملہ مالیت ایک کروڑ (۳۵) لاکھ تھی۔

ڈاکخانوں سے ہر سالی (۶) لاکھ (۹۳) ہزار کے معمولی اسٹامپ اور (۳) لاکھ (۳۵) ہزار کے سروس اسٹامپ فروخت ہوتے ہیں۔

شہر اور اضلاع میں جملہ (۱۰۵) ٹیلیفون ہیں۔

> سرخورشید جاہ مرحوم ومغفور
>
> **اشتہار** از محکمہ عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ علاقہ پائیگاہ میں
>
> نمبر مقدمہ نمبر ۱۳۵۶ف — باجلاس مولوی سید محمد غوث الدین صاحب ناظم عدالت دیوانی
>
> مدعی۔ سید بیابا ولد غفور بابا صاحب وغیرہ ساکن گلبرگہ
>
> بنام۔ سیلاری ولد ہنمنت وغیرہ ساکن جاگیر
>
> مدعا علیہ۔ دخلیابی اراضی مع استقرار حق بابت تنقیح
>
> **دعویٰ۔** دلاپانے ماصلات
>
> سیلاری ولد ہنمنت قوم کلال عمر ۳۵ سال پیشہ زراعت ساکن جاگیر گنگن ولد ہنمنت قوم کلال عمر ۴۰ سال پیشہ زراعت ساکن جاگیر۔ ہرگاہ مقدمہ مندرجہ صدر میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے مگر کسی وقت سمن کی تکمیل تمہاری ذات پر نہیں ہوئی لہذا بذریعہ اشتہار آگاہ کیا جاتا ہے کہ مقدمہ مذکورہ بوقت دس بجے دن کے بمقام عدالت دیوانی ضلع گلبرگہ مستقر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر مقدمہ مذکور میں پیروی و جوابدہی کریں بصورت غیر حاضری تمہاری کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی جس کی کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ مکتوب طلب۔ بروز نامچہ پر صبح کیا گیا۔
>
> سر مہر محکمہ — دستخط سررشتہ دار

گلبرگہ میں قومی تعمیری سرگرمیاں

ضلع گلبرگہ کے تعلقہ جات شاہ پور اور شوراپور میں حکومت نے سوت کاتنے کے بارہ مرکز قائم کئے ہیں جہاں ۳۰ چرخے چلتے ہیں۔

ضلع گلبرگہ میں ۴۵ ہزار روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔ تعلقہ جات شاہ پور، شوراپور اور یادگیر میں باؤلیوں کی کھدائی کے لئے دو دو ہزار روپے منظور کئے گئے۔ قحط کے علاقوں میں محتاجوں کی امداد کے لئے ۳ ہزار روپیوں کی منظوری دی گئی۔ التوائے مالگزاری کی وجہ سے پٹیل پٹواریوں، سیت سندھیوں اور ہرادیوں کو ان کا سالانہ معاوضہ نہ مل سکا تھا اس لئے ان کی امداد کے سلسلہ میں حکومت نے پٹیل پٹواریوں کے لئے ۳۰۱۵ روپے اور سیت سندھیوں اور ہرادیوں کے لئے ۱۲۰۰ روپے منظور کئے۔

ضلع گلبرگہ میں ۲۰ لاکھ روپے سے زیادہ کے امدادی کام کی منظوری دی گئی ہے۔

قانون مصالحت قرضہ کے تحت ۱۲۰۰ کاروائیوں کا تصفیہ کیا گیا جو ۹۰۰۰ روپیوں پر مشتمل تھیں۔ ضلع میں مختلف قسم کے ۲۵ کارخانے ہیں جن میں سے محبوب شاہی ملز گلبرگہ اور شاہ آباد سمنٹ ورکس بہت مشہور ہیں۔ ان دو کارخانوں میں تقریباً ۲ ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔ یادگیر میں بیڑی کے کارخانوں میں بھی سیکڑوں مزدور کام کرتے ہیں۔ یادگیر کی آبرسانی اسکیم کے لئے ۳ لاکھ کی منظوری دی گئی ہے جس میں روشنی کا انتظام بھی کیا جائے گا۔

ضلع گلبرگہ میں مطابق رپورٹ زرعی مزروعات کی جملہ تعداد ۴۳۲ ہے۔ جن میں مونگ پھلی، باجرا، دھان، جوار، گیہوں، اور گنے کی بہتر قسمیں بوئی جاتی ہیں۔

ضلع میں کل ۱۱ شفاخانے ہیں۔ ۱۳۵۶ف میں ان شفاخانوں میں ۲۳ ہزار مقیم مریضوں اور ۵۰ ہزار باہر کے مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ۲۰۰۰ بادلیوں کا طبی معائنہ کرکے انہیں بیماریوں کے اثرات سے محفوظ کیا گیا۔

ضلع میں تعمیرات کی سڑکوں کا جملہ طول ۲۵۱ میل ہے، جن پر ۵۲ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ تعلقہ جات یادگیر، کوڈنگل اور سیڑم میں آبپاشی کے ۱۱ کاموں کی درستی کی گئی جس کی وجہ سے آبی کاشت کے رقبہ میں دس ہزار ایکڑ کا اضافہ ہو گیا۔

آبپاشی کے کاموں پر سالانہ ۵۵ ہزار روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔

ضلع میں مختلف مدرسوں کی جملہ تعداد ۴۳۰ ہے جن میں ۲۴۳۰۰ طالب علم شریک ہیں۔

ضلع گلبرگہ میں امداد باہمی کے مرکزی ۱۱ دو لمبری بنک ہیں۔ اور زرعی انجمنوں کی جملہ تعداد ۲۵۱ ہے۔

"حیدرآبادی خواتین کی سرگرمیاں"

از

مسز عبدالحفیظ

آج مجھے اپنی بہنوں کے سامنے خواتین حیدرآباد کی مصروفیتوں کا ایک اجمالی نقشہ پیش کرنا ہے۔ ایک ایسے موضوع پر مجھ جیسی غیر واقف کے لئے جسے یہاں آئے ہوئے ابھی تین ہی سال ہوئے ہیں، کسی طرح کی لب کشائی کرنا اپنا احساسات اور معنی بہنوں کو دعوت دینا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ میں آپ کو اصل موضوع پر مخاطب کروں یہ بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ آپ ان تاثرات کو ابھی پہچان نہ سکیں گی وہ آپ کی ایک ایسی بہن کے تاثرات ہیں جس کی زندگی کے ابتدائی دس سال یہیں گزرے اور اتنی مدت کے بعد اس کی واپسی گویا اپنے وطن کی طرف لوٹ آنا تھا۔ البتہ اس عرصے نے مجھ میں اتنا اضافہ ضرور کیا کہ برطانوی ہند کے کئی بڑے شہروں میں اپنے قیام کے باعث وہاں کی خواتین کی سیاسی سماجی اور تعلیمی سرگرمیوں سے منسلک ہو کر ترقی نسواں کا زندگی کے مختلف شعبوں میں عملی مطالعہ کرسکی۔ اور اب خواتین حیدرآباد کی مصروفیتوں کو یہاں آکر برطانوی ہند سے تقابل اور موازنہ کرتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اس ضمن میں مجھے اتفاقیہ ایک واقعہ یاد آگیا۔ چھ برس ہوئے شملہ میں ایک ایسے جلسہ میں جو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ ہال میں سر سکندر حیات خان مرحوم کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا اور جس میں اسلام بحیثیت ضابطۂ عمل کے تقاریر رکھی گئی تھیں مسز جلا جانی ڈیسائی اور مسز ثریا موروتی کی تقاریر کے بعد خواتین کی جانب سے موضوع پر بولنے کے لئے مجھے منتخب کیا گیا تھا۔ جب میں نے تقریر کی تو اس کے اختتام پر حیدرآباد کی ایک خاتون جو شریک جلسہ تھیں اور چند روز کے قیام کے لئے شملہ آئی تھیں دوڑ کر میرے پاس آئیں اور مجھے حیدرآباد آنے کی دعوت دی اور خواتین حیدرآباد کی سرگرمیوں کا تذکرہ کیا۔ ان کی یہ بات چیت میری ایک عزیز دوست بھی سن رہی تھیں اور جنہیں اخبار بینی کا بڑا شوق تھا۔ وہ چیں بجبیں ہو کر بولیں کہ حیدرآبادی خواتین کی سرگرمیوں کا ہم کبھی اخبارات میں حال نہیں پڑھتے۔ قریب تھا کہ ان دونوں کا یہ تیز و تند مکالمہ کچھ تلخی اختیار کرے لیکن میں نے دخل در معقولات دے کر اسے جلد چکا دیا۔ اور یہ کہہ کر اپنی عزیز دوست کا منہ بند کیا کہ یہ حیدرآباد ہی کی خواتین ہیں جنہوں نے ہندوستان کو سروجنی نائیڈو جیسی فصیح و بلیغ مقرر اور شاعرہ دی۔ غور کیجئے کہ چھ سال پہلے میں نے جس غلط خیال کی تائید کی تھی چند ہی برس کے بعد مجھے قدرت نے اس کے عینی مشاہدہ کا موقع دیا۔ اور آج مجھے اس امر کے اظہار پر مسرت ہے کہ خواتین حیدرآباد اپنی مصروفیتوں اور مشاغل کے اعتبار سے برطانوی ہند کی بہنوں سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ مجھے اس قلیل مدت میں یہاں کی مختلف انجمنوں کے پلیٹ فارم سے تقاریر کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان کے جلسوں میں شریک ہوئی اور ان کے طریقہ کار کا مطالعہ کیا۔ مجھے بسا اوقات اس پر حیرت ہوئی کہ جتنی تعلیم یافتہ خواتین بلدہ میں پائی جاتی ہیں ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں جو حیدرآباد کے مساوی ہو نہیں ملتیں۔ اس کے علاوہ اگر مختلف انجمنوں کا شمار کیا جائے تو ان کی تعداد بھی بہت کثیر ہے۔ انجمن خواتین برائے کار زمانۂ جنگ نے جو دوران جنگ میں قائم ہوئی ہر ہائینس پرنس آف برار کی قیادت میں وہ شاندار کام انجام دیا جو اس جنگ کی تاریخ میں یادگار رہے گا میں نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سال سال کئی کئی ماہ مسلسل سینکڑوں خواتین میدان جنگ میں لڑنے والی افواج کے لئے طرح طرح کے تحفوں کو بکسوں میں بند اور پیک کرتی ہیں۔ ایسے بھی مواقع آئے ہیں کہ ہز ہائینس نے کئی گھنٹے رہ کر شاندار کام کیا ہے۔ اور ساتھ ہی انجمن کے تمام اراکین مختلف مدرسوں اور کلیہ اناث کی طالبات نے انتہائی دلسوزی اور تندہی دکھائی ہے۔ اور اس طرح اب تک ہزار ہا تحفے زر کثیر صرف کر کے جو بڑی حد تک اس انجمن کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں باہر افواج کو بھیجے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم خواتین کی اس جماعت کو بھی دیکھتے ہیں جو ہر ہائینس پرنس آف برار کور کہلاتی ہے۔ یہ کور ایسی خواتین پر مشتمل ہے جو فرسٹ ایڈ۔ اور اے۔ آر۔ پی کے حفاظتی طریقوں میں پوری طرح تربیت یافتہ ہیں۔ جس وقت اس کور کی تشکیل کی گئی ہے تو اس کی شاندار کامیابی کی اتنی توقع نہ تھی لیکن چند ہی روز کے تجربے نے یہ عیاں کر دیا کہ دفاع وطن کی اپیل پر خواتین بلدہ پورے جوش عمل سے لبیک کہنے کو تیار ہیں۔ اور اس دوڑ میں پیچھے نہیں رہنا چاہتیں جس کی اعلیٰ مثال روس و برطانیہ اور امریکہ کی خواتین فی الوقت پیش کر رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں ان خواتین پر بھی توجہ کرنی ہوگی جنہوں نے بڑی تعداد میں محکمہ اے۔ آر۔ پی اور طبابت کی پبلک پر نرس کی خدمات انجام دینے کی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ یہ فخر بھی حیدرآباد ہی کو حاصل ہے کہ ہندوستان میں [illegible] کا اعلیٰ عہدہ یہیں کی ایک خاتون کو دیا۔ اس طرح اور ایک اور دوسرے راستہ میں حیدرآباد کی خواتین نے پورے ہندوستان پر فوقیت حاصل کی اور وہ یوں کہ نیوٹریشن پروپگنڈہ کمیٹی کی تشکیل کی۔ یہ کمیٹی ایسی خواتین کو تربیت دے رہی ہے جو کچھ دن بعد صحیح تقسیم کی اغذیہ کے استعمال کی تبلیغ و اشاعت کریں گی۔ بلدہ میں کل ہند خواتین کانفرنس کی شاخ بھی موجود ہے جو کانفرنس کے مقاصد کی تکمیل کی کوشش کرتی رہتی ہے اور سالانہ اجلاس میں حیدرآبادی خواتین کی ایک نمائندہ جماعت ہمیشہ شرکت کرتی ہے۔ انجمن خواتین اسلام بھی اپنا کام بھی بہت جانکاہی اور دلسوزی سے انجام دے رہی ہے۔ لیڈی حیدری کلب بھی ایک ایسا ادارہ ہے جس کی افادیت مسلمہ ہے اور جب سے اس کا قیام عمل میں آیا ہے اس کا وجود کافی اصلاحات کا باعث ہوا۔ خواتین کی بیداری کا مزید ثبوت وہ سیاسی انجمنیں بھی دیتی ہیں جنہوں نے خواتین کے لئے ایک علیحدہ شاخ بنا دی ہے۔ اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کی تمام سیاسی انجمنیں اپنا ایک خواتین سیکشن الگ رکھتی ہیں جو عورتوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے معرض وجود میں آئے ہیں۔ اس کے علاوہ دیہی تعلیم سوزن کاری کی تعلیم کی اشاعت اور میٹرنٹی ہومس ایک دوسرا میدان پیش کرتے ہیں جن میں کافی خواتین سرگرم عمل ہیں۔ طالبات کے کالجوں مدارس زنانہ شفا خانوں گرل گائیڈ کی تحریک بھی ہزار ہا خواتین کی مصروفیت اور انہماک کا باعث ہیں لیکن میرا یہ تذکرہ اس وقت تک مکمل نہ ہوگا جب تک کہ میں ان ہزار ہا مزدور عورتوں کی محنت و جفاکشی کا بھی تذکرہ نہ کروں جو مختلف کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرتی ہیں۔ اور اپنے بچوں نیز اپنا اور قوت حیات اپنے دست و بازو سے پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح میرا یہ بھی فرض ہے کہ میں اس طبقہ مستورات کو بھی ہدیہ تبریک پیش کروں جن پر اطفال کی پرورش شوہروں کی خدمت اور خانہ داری کی انجام دہی کا بار پڑتا ہے اور جو اپنی ان ذمہ داریوں کو انتہائی صبر و شکر کے ساتھ انجام دیتی ہیں اور ہر طرح کی تلخی ایام قناعت کیساتھ برداشت کرتی ہیں۔

یہاں تک میں نے اپنی بہنوں کی مصروفیات کا نقشہ پیش کیا جو اپنے حلقہ عمل اور جوش خدمت کے تحت اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر خدمت خلق بجا لاتی ہیں اور وہ وقت بھی نزدیک آرہا ہے جب ہماری بہنیں ملک کی ہمہ جہتی زندگی میں اس سے بھی زیادہ اہم اور نمایاں حصہ لے سکیں گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت آصفیہ کے طول و عرض میں پچھلے دو ماہ کی مدت میں جو ضلع واری کانفرنس ہوئیں ان میں اکثر جگہ خواتین کی نمائندگان نے حصہ لیا اور حکومت کی توجہ ایسے امور پر منعطف کرائی جو مستورات کے آرام و آسائش نیز تعلیم سے متعلق تھے۔

آخر میں اپنی بہنوں سے اس طبقہ کو بھی پیش کرنا چاہتی ہوں جن کی مصروفیات صرف ذاتی زینت و زیبائش تک محدود ہیں اور جو اس عالمی جنگ کے زمانہ

بقیہ ملاحظہ صفحہ [illegible]

سیاسی نمک پارے

از
کشاف

ہفتہ گزشتہ کی اہم خبر یہ ہے کہ مسئلہ اقلیت سے متعلق مجلس اتحاد المسلمین کی رپورٹ ہنوز زیر ترتیب ہے۔

صدر استقبالیہ میلاد کانفرنس نے قائد ملت کی خدمت میں سپاس نامہ کی پیش کشی کے التوا کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ :-

"صدر مملکت کو توالی نے پابند اجازت کر دیا ہے اور اس میلاد مبارک کے اجتماع کے موقع پر قائد ملت بھی سپاس نامہ قبول کرنا پسند نہیں کرتے۔"

(دکن نیوز)

چو کارے بے گنہ قاتل کرد آید پشیمانی

راجہ پنا لال بنسی نے مسودہ قانون محصول زائد نفع اندوزی کے متعلق کہا کہ :-

"مجلس ساہوکاران عنقریب اس قانون کے متعلق اپنے ایک اجلاس میں اظہار خیال کرنے والی ہے لیکن میں اپنے ذاتی خیال کی حد تک اس قانون کا مخالف نہیں ہوں اس کا مخالف ہوں۔ اگر مجلس وضع قوانین میں بھی اپنی رائے اس کے خلاف پیش کروں گا۔"

(ہوم منسٹر پریس)

یہ بیان حیدرآباد کے لئے کوئی خبر نہیں ہے۔ البتہ راجہ پنا لال اس کے برعکس کوئی بات کہتے تو حیدرآباد کی سیاسی دنیا میں ایک زلزلہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ اب اس بیان کی روشنی میں مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کے بیان کے حسب ذیل اجزاء کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

(۱) دوسرے ممالک میں ٹیکس زائد نفع اندوزی محض زر کی افراط کو روکنے کے لئے نافذ کیا جاتا ہے لیکن پریس نوٹ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں افراط زر نہیں ہے۔ اس طرح حکومت کی اس تجویز کا اصل سبب ہی باقی نہیں رہتا۔

(۲) مجھے خوف ہے کہ اس ٹیکس کی آمدنی شہری رقبوں کی غیر منظم آبادی کے لئے ہی سود مند بنائی جائے گی اور مزارعین اور مزدوروں کی ایک بہت بڑی اکثریت اس سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھا سکے گی۔

(۳) حیدرآباد کی موجودہ مجلس وضع قوانین عوام کی نمائندہ جماعت نہیں ہے اس بنا پر اگر یہ مسودہ قانون اس مجلس میں منظور بھی ہو جائے تو اس کو عوام کی ضروری تائید حاصل نہ ہو سکے گی۔

اب آپ غور کر رہے ہوں گے کہ بیانات کی اس بھرمار میں مسٹر راما چاری کہاں غائب ہو گئے۔ اس مسئلہ میں مسٹر راما چاری کا موقف بہت نازک ہے۔ سیاسیات اور معاشیات میں تصادم ہو گیا ہے جس کے دباؤ سے مسٹر راما چاری تقریباً سہم گئے ہیں اور اس کیفیت میں انھوں نے انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس سے استعفا بھی دے دیا ہے جس پر ہمارے ایک دوست نے کہا کہ مسٹر راما چاری کی وہ شخصیت ہے جس نے شخصی تعلقات کی خاطر اپنی پبلک زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس کو کہتے ہیں دوستی کا نباہ

"دکن نیوز" کا بیان ہے کہ شکر کی تقسیم کے سلسلہ میں حسب ذیل فارمولا تیار کیا گیا ہے :-

"ایک گھر میں رہنے والے جملہ افراد کی تعداد کو صاحب خانہ کی آمدنی پر تقسیم کیا جائے اگر اس تقسیم کا حاصل دس روپیہ کی کم نکلے تو پاؤ سیر شکر فی کس کے حساب سے کوپن جاری کئے جائیں۔ اور دس روپیہ سے زیادہ اور سو روپیہ سے کم ہو تو فی کس آدھا سیر اور اگر ایک سو روپیہ سے متجاوز ہو تو ایک سیر شکر فی کس کے حساب سے راشن بندی کی جائے۔"

اس فارمولا کو پڑھنے کے بعد ہمارے ایک دوست اکبر الہ آبادی کا یہ شعر گنگنانے لگے ؎

شیخوں میں کورس ون میں فارمولا درک کرتے ہیں
عدیم الفرصتی سے ان کی الفت ترک کرتے ہیں

ایک نامہ نگار نے ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ مجلس نگرانی قیمت اشیاء آج کل کہاں ہے اور یہ بھی سوال کیا ہے کہ اس خبر میں اصلیت کہاں تک ہے کہ اب بھی بڑی مقدار میں بعض اجناس کی برآمد جاری ہے۔ (پیام)

ہم صرف اس قدر جانتے ہیں کہ گرانی موجود اور نگرانی غائب ہے۔

بہر حال اس کی توقع تو نہیں کی جا سکتی کہ یہ (فیلڈ مارشل ویول) ہندوستان کی آزادی کا کوئی اعلان فرمائیں گے البتہ ایک موقتی قومی مرکزی حکومت قائم کرنے کی کوئی نئی سکیم پیش کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (ترجمان ملت)

ہم "ترجمان ملت" کو ان ترقی پسند رجحانات پر مبارک باد دیتے ہیں۔

ہماری غذائی صورت حال (ایک اخبار کی سرخی)

صورت پہ ہیں حالت سیر ہیں

حکومت میسور کی یہ خواہش ہے کہ جب ممالک محروسہ سرکار عالی کے علاقہ کی رجسٹر شدہ کوئی موٹر علاقہ میسور میں داخل ہو تو نمبر پلیٹ انگریزی میں لکھا ہو تا کہ شناخت میں آسانی ہو۔

(ایک خبر)

اور ہماری اطلاع یہ ہے کہ اگر علاقہ میسور کی کوئی موٹر علاقہ حیدرآباد میں آئے گی تو نمبر پلیٹ اردو میں لکھا ہو گا۔

اخباری اطلاع ہے کہ قائد ملت مولوی سید وحید خان صاحب اور مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی نے جامعہ اسلامیہ میں علوم شرقیہ کی تعلیم کا افتتاح فرمایا۔

دو ملاؤں میں مرغی مردار

پرائیڈ اور خسون جرمی میں رضا کاران پرچیتی کو مسخر کر دینے والے کمالات کا اظہار اس امر کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں میں زندگی کی پوری صلاحیتیں موجود ہیں۔ (مولوی اخلاق حسین صاحب زبیری)

گو جوں جوں گرانی بڑھتی جاری ہے زندگی کی یہ صلاحیتیں مفقود ہوتی جا رہی ہیں اور مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت اقلیت سے متعلق بھی رپورٹ ہی مرتب کر رہی ہے۔

سیٹھ لکشمی ناراین گنیر وال ایک ایسے قانون (محصول زائد نفع اندوزی) کی مخالفت کر رہے ہیں جو نادار اور غریب طبقوں کی امداد کے لئے نافذ ہو گا۔

یاد رہے کہ سیٹھ لکشمی ناراین گنیر وال کھدر پہنتے ہیں اور گاندھی کی ٹوپی بھی۔

مسودہ قانون ٹیکس زائد نفع اندوزی

وجوہ و فحوا

اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ملک کی جملہ معاشی زندگی حالات جنگ سے متاثر ہوگئی ہے۔ جنگ چھڑ جانے کے بعد سے اشیاء خوردنی پارچہ اور دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ ہونے لگا اور یہ اضافہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ کہا جاتا کہ جنگ سے پیشتر کی قیمتوں کے مقابلہ میں پارچہ کی قیمتیں چار سو فیصد بڑھ گئی ہیں اور اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں بھی معتدبہ اضافہ ہوگیا ہے۔ ان چڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے کم مواجب ملازمین سرکار، اور غریب تر طبقہ رعایا کی حالت نہایت ابتر ہوگئی ہے۔ اوسط اور مقررہ آمدنی والے اشخاص بمقابلہ سابق کے اس وقت فی الحقیقت غریب تر ہیں۔ زراعتی پیداوار کی قیمتوں میں اضافے سے زراعت پیشہ بھی مستفید نہیں ہوئے کیونکہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے جو منافع ہوتا ہے اس سے زیادہ تر درمیانی اشخاص متمتع ہوتے ہیں اور جو کچھ خفیف سی فاضل رقم زراعت پیشہ اشخاص کو اپنی پیداوار کے نسبتاً زیادہ قیمت پر فروخت کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ رقم انہیں کو اپنی ضروریات زندگی پر جو بلا استثناء بہت گراں ہوگئے ہیں صرف کرنی پڑتی ہے۔ قیمتوں میں اضافہ کرنے والے اشخاص کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اوروں کو خسارہ میں ڈال کر خود دولت مند ہونا چاہتے ہیں۔

زائد از زر کے مضر اثرات تمام ہندوستان میں پھیل گئے ہیں جس کے نتائج سے حیدرآباد بھی متاثر ہوا ہے۔ پبلک کے غریب تر طبقہ کی جانب سے بازار کے مقابلہ میں ارزاں قیمت پر غلہ کی سربراہی کے لئے دوکانوں کے قائم کئے جانے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ ان کم مواجب ملازمین سرکار، وظیفہ یاب، معاشدار اور پبلک کے غریب تر طبقہ کو اشیاء خورد و نوش کے مواجبی داموں پر بہم پہنچانے کے لئے کوئی سہولت مہیا کی جائے تو اس کے لئے بہت کثیر رقوم درکار ہوں گی جن کی بہم رسانی معمولی محاصل عامہ سرکار عالی سے کی جانی دشوار ہے۔ بعض سربرآوردہ مقامی اخبارات اور دیگر انجمنوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ حالات جنگ کی وجہ سے مالیہ حکومت پر جو مزید بار عائد ہورہا ہے اس کا کچھ حصہ اُن طبقات ملک کو برداشت کرنا چاہئے جو جنگ کے پیدا کردہ حالات سے فائدہ اٹھا کر بلا کسی ذاتی سعی کے معمول سے زائد نفع کما رہے ہیں اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح حکومت ہند میں ٹیکس زائد نفع اندوزی عائد کیا گیا ہے اسی طرح ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی ٹیکس مذکور عائد کیا جائے اور اس سے جو آمدنی ہوگی وہ تمام تر کم مواجب ملازمین اور رعایا کے غریب تر طبقہ کی امداد میں صرف کی جائے۔

محاصل عامہ سرکار عالی میں اضافہ کرنے کی ناگزیر ضرورت کے مدنظر یہ تصفیہ کیا گیا ہے کہ محصول زائد نفع اندوزی کے نفاذ کی غرض سے قانون نافذ کیا جائے۔ جو مسودہ قانون مرتب کیا گیا ہے وہ ممالک محروسہ سرکار عالی اور اس کی صنعتوں کے مخصوص حالات کی مناسبت سے ہے۔ جن شرحوں سے ٹیکس عائد کیا جائیگا وہ اُن شرحوں سے کمتر ہیں جو برطانوی ہند میں رائج اور اُن کی ایک خصوصیت ایک لازمی امانتی اسکیم ہے جس کی رو سے زائد منافع کا (۲۰) فیصد سرکار عالی [illegible] ہوسکے۔ ایسی امانتی رقوم پر سرکار عالی کی جانب سے سود ادا کیا جائے گا۔ ٹیکس کی شرح بمقابلہ شرح برطانوی ہند بہت کم ہیں جہاں عملی طور پر زائد منافع کا (۹۳⅓) فیصد حکومت کو قابل ادائی ہے اس کے مقابلہ میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں (۴۰) فیصد ٹیکس اور (۲۰) فیصد امانت اس طرح جملہ (۶۰) فیصد عائد کئے جانے کی تجویز ہے۔ ان تجاویز کی ترتیب میں سرکار عالی نے جدید صنعتوں کی حالت پر احتیاط کے ساتھ غور کیا ہے اور سرکار عالی کو اطمینان ہے کہ اس ٹیکس کے عائد کئے جانے سے ان جدید صنعتوں کی جائز ترقی متاثر نہ ہوں گے۔

زائد نفع اندوزی پر ٹیکس

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی قرارداد

حیدرآباد، ۱۲ امرداد۔ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی مجلس عاملہ کا اجلاس آج صبح مسٹر نائیڈو کی رہائش گاہ پر مس پدمجا نائیڈو کی صدارت میں منعقد ہوا۔

مجلس عاملہ نے اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور اس سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کیا نیز اس مسودہ قانون پر بحث و تمحیص کی جو ٹیکس زائد نفع اندوزی سے متعلق حکومت کی جانب سے کل شائع کیا گیا تھا۔ مسودہ مذکورہ کے مختلف نکات پر کئی گھنٹہ تک گرما گرم بحث کے بعد حسب ذیل قرارداد جس کے محرک قاضی عبدالغفار اور موید مسٹر بی رام کشن راؤ تھے باتفاق آراء منظور کی گئی۔

"انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کی مجلس عاملہ ٹیکس زائد نفع اندوزی عاید کرنے کے متعلق حکومت سرکار عالی کی ساعیہ آمادگی کا خیر مقدم کرتی ہے اور سرکاری اعلامیہ کے مفہوم پر غور کرنے کے بعد ضروری سمجھتی ہے کہ اب جبکہ حکومت سرکار عالی نے ٹیکس زائد نفع اندوزی کے متعلق انجمن کے اس مطالبہ کو بڑی حد تک قبول فرمالیا ہے جو مفاد عامہ کے نقطہ نظر پر بہت احتیاط کے ساتھ غور کرنے کے بعد پیش کیا گیا تھا انجمن کا یہ فرض ہوجاتا ہے کہ وہ پوری تندہی کے ساتھ اس معاملہ میں حکومت سرکار عالی سے تعاون کرے اور فراہمی اغذیہ کے مشترکہ مقصد میں اشتراک عمل کرے۔

حکومت سرکار عالی کے اس اعلامیہ کے متعلق انجمن مناسب سمجھتی ہے کہ بعض امور کی صراحت کردے جن پر انجمن کی تائید ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ سرکار عالی نے اپنے اعلامیہ میں انجمن کے اس نقطہ نظر کو بڑی حد تک تسلیم فرمالیا ہے کہ وہ رقم جو اس ٹیکس سے وصول ہو [illegible] ملک کے غریب تر طبقہ [illegible] کی حالت بہتر بنانے اور دیگر ضروریات زندگی کی مناسب قیمت پر [illegible] میں صرف کی جائے گی۔ لیکن انجمن کا مطالبہ یہ ہے کہ ٹیکس کی اس رقم کو نہ صرف زیادہ تر بلکہ تمام و کمال اسی غرض پر صرف کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ تشخیص ٹیکس کے متعلق مرافعہ کے جو حقوق اشخاص متعلقہ کو دیا جانا تجویز کئے گئے ہیں وہ قرین انصاف ہیں۔ تیسرے یہ کہ حکومت نے ملک کی صنعتوں کے تحفظ کی ضرورت کے متعلق جو حکومت سرکار عالی نے جو خیال ظاہر کیا ہے وہ بھی موجب اطمینان ہے۔

اس امر پر غور کرتے ہوئے تفصیلات پر اظہار رائے کیا جائے، انجمن حکومت سرکار عالی کے اس اعلان کو ملک کے حالات کے لحاظ سے ضروری سمجھتی ہے اور امید کرتی ہے کہ مجوزہ قانون کے مسودہ میں تمام متذکرہ بالا اصول پوری طرح قائم رکھے جائیں گے۔

انجمن اہل ملک سے خصوصاً ان طبقات سے ۲۳

۲۳ جو اس ٹیکس سے متاثر ہونے والے ہیں اپیل کرتی ہے کہ وہ ملک کے موجودہ بحران میں حکومت سرکار عالی کی اس تجویز کو قبول کرکے بطیب خاطر ان قربانیوں کو گوارا کریں جو ان کے شخصی اور اجتماعی حقوق شہریت کا ناگزیر اقتضاء ہے۔

انجمن اپنے اس احساس کو بھی واضح کردینا چاہتی ہے کہ اگر ان طبقات کی طرف سے جن پر اس ٹیکس کا اثر پڑتا ہے اس ناگزیر قربانی کو بطیب خاطر قبول نہ کیا گیا اور اگر اس معاملہ میں کسی طبقہ کی طرف سے ناراضامندی کا اظہار کیا گیا تو یہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔

انجمن اپنا سب سے بڑا عقیدت مندانہ فرض یہ سمجھتی ہے کہ بارگاہ خسروی میں اپنا ناچیز ہدیہ تشکر پیش کرے اس لئے کہ حکومت سرکار عالی کی تجویز کو شرف قبولیت عطا کرکے حضرت اقدس و اعلیٰ کی رعایا پروری نے اپنی عقیدت مند رعایا کی بروقت دستگیری فرمائی ہے۔"

مسودۂ قانون محصول زائد نفع اندوزی

آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس کی تصریحات

حیدرآباد ۱۱ امرداد۔ آج سہ پہر میں آنریبل مسٹر غلام محمد فینانس ممبر نے ایک مذاکرتی کانفرنس میں جس میں تمام صحیفہ نگاران بلدہ شریک تھے اس غرض سے طلب کی کہ ٹیکس زائد نفع اندوزی کے ان جہات کی مزید توضیح کریں جو صحیفہ نگاران حضرات طلب خیال کرتے تھے یا ان تنقیدات کے پیش نظر جو اب تک مجوزہ قانون کی نسبت شائع ہو چکی ہیں غلط فہمیاں دور کریں۔ کانفرنس کی کاروائی کا افتتاح کرتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد نے صحیفہ نگاران کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شریک کانفرنس ہوئے ساتھ ہی انھوں نے اس پر بھی اظہار امتنان کیا کہ مقامی صحیفہ نگاران نے عوام کی صحیح رہنمائی کی ہے آپ نے یہ بھی کہا کہ جو تنقیدات اخبارات نے کی ہیں ان کے اس پہلو سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ وہ مجوزہ قانون کے مخالف ہیں یا موافق یہ امر مسلمہ ہے کہ جرائد نے اپنے اپنے نقطہ خیال کے مطابق عوام کی رہبری کی کوشش کی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ اقتصادی مسائل سیاسی مسائل سے زیادہ خشک ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود جرائد نے اپنے فرض کی ادائگی میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔

محصول زائد نفع اندوزی کے اصول کو واضح کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ یہ ہندوستان کے لئے کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ انگلستان اور امریکہ میں اس ٹیکس کو عائد کیا جا چکا ہے۔ برطانوی ہند میں بھی ۱۹۴۰ء سے اس محصول کی ابتداء کی گئی۔ اس لئے مملکت حیدرآباد میں اس کا عائد ہونا کسی طرح تعجب انگیز نہیں ہے۔

تین مکاتب خیال

بیانات کو جاری رکھتے ہوئے موصوف نے یہ بھی بتایا کہ اخبارات کے مطالعہ سے اب تک مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ مجوزہ محصول پر پبلک کی جانب سے جن تاثرات کا اظہار کیا گیا ہے وہ تین قسم کے مکاتب خیال پر مشتمل ہیں۔ پہلی جماعت حکومت کے نظریہ سے پوری طور سے متفق ہے۔ گو یہ کہ اس کی یہ رائے ہے کہ حکومت نے پبلک کی خواہشات کو پوری طرح تکمیل کو نہیں پہونچایا یہ جماعت چاہتی ہے کہ شرح محصول زیادہ ہونا چاہئے اور اس سے کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جائے دوسری جماعت اس محصول کے عائد کئے جانے کی مخالف ہے گو اس کی آواز اخبارات میں زیادہ نمایاں صورت اختیار نہ کر سکی۔ اس جماعت کی مخالفت اس نظریہ پر مبنی ہے کہ محصول نفع اندوزی سے ملک کے کاروبار اور صنعتی ترقی پر کاری ضرب لگے گی۔ تیسرا گروہ ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اس ضمن کے اقدامات میں سلامت روی کی رفتار کا قائل ہے اور جو بھی قدم اٹھایا جائے وہ اعتدال پسندی پر مبنی ہو۔

نئی صنعتوں پر مضر اثر نہیں پڑے گا۔

گفتگو جاری رکھتے ہوئے موصوف نے یہ بھی کہا کہ اس حقیقت کے باوجود ملک کی آبادی کا بیشتر حصہ اس ٹیکس کے اصول کا پوری طرح حامی ہے دوسری جانب یہ خیال کہ ان اندیشوں کا اس محصول سے نئی صنعتوں پر بہت برا اثر پڑے گا اور ان کی ترقی تنگ ہو جائے گی موصوف نے کہا کہ صحیح نہیں ہے۔ اس ضمن میں صدر المہام بہادر نے یہ بھی بتایا کہ زائد نفع اندوزی کا محصول کوئی فوری حیثیت نہیں رکھتا اور نہ یہ مصنوعات پر انفرادی ٹیکس کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ نفع اندوزی کا محصول وہ ٹیکس ہے جو اثرات جنگ کے باعث یا کسی محنت و مشقت کے قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کے باعث خرچ سے بچا ہوا زائد منافع ہوا ہے ایسا محصول کسی طرح نئی صنعتوں کو تباہ نہیں کر سکتا۔ موصوف نے مثال دیکر اس کی بھی صراحت کی کہ خواہ پرانی کمپنیاں ہوں یا نئی انہیں اپنا واجبی منافع اب بھی ہر طرح حاصل ہوگا overcapitalisation کے باوجود جو تیزی کی کوئی اور دیگر وجوہات کے باعث پیدا ہوا ہے اب بھی کمپنیوں کو کافی منافع حاصل ہوگا۔ موصوف نے اس پر بھی متنبہ کیا کہ کمپنیاں وہی قائم رہ سکتی ہیں جو جنگی حالات کے بعد اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر تجارتی رقابت اور مقابلہ میں کامیاب ہو سکیں۔ انھوں نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ نئی صنعتوں کے لئے مجوزہ قانون میں کافی رعایت رکھی گئی ہے اور انہیں اپنے مستقبل کو درخشاں بنانے کا ہر طرح موقع حاصل رہے گا۔

قیمتوں میں اضافہ کا اندیشہ صحیح نہیں۔

اس گفتگو کی نسبت کہ زائد نفع اندوزی کا محصول عائد ہونے سے نفع اندوز قیمتیں بڑھا دیں گے یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ آج کل کی دنیا مقابلہ کی دنیا ہے اور جن شرحوں پر اشیا برطانوی ہند میں فروخت ہوں گی یہاں بھی مقابلہ میں ویسی ہی شرح رائج ہوں گی۔ مثالاً موصوف نے بتایا کہ جب یہاں کوئی محصول نہ تھا اور برطانوی ہند میں کمپنیاں محصول ادا کرتی تھیں تب بھی جن چیزوں پر مملکت آصفیہ کی سرحد کے پار محصول لگتا تھا اس پار کپڑا بازار میں بیچتی تھیں انہیں شرح پر مجبوراً یہ بھی فروخت کرتی تھیں اس لئے بیرونی مقابلہ اس اندیشہ کو پورا ہونے نہ دے گا کہ زائد نفع اندوزی کا محصول عائد ہونے سے قیمتیں بڑھ جائیں گی۔

محصول اور قیمتوں پر پابندی قینچی کے دو پھلے ہیں۔

اس نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے کہ جب حکومت زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کرتی ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ حکومت زائد نفع اندوزی کو جائز سمجھتی ہے۔ صدر المہام بہادر نے کہا کہ جب تک عالیہ صورت کی تنظیم موجودہ بنیادوں پر ہے یہ باتیں جاری رہیں گی۔ ٹیکس کے ساتھ ساتھ قیمتوں پر نگرانی کو جاری کیا جا سکتا ہے کیونکہ زائد نفع اندوزی پر ٹیکس اور قیمتوں پر پابندی اور جمعیات انگریزی کے قول کے مطابق قینچی کے دو پھلے ہیں جنہیں ساتھ ساتھ چلنا چاہئے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ برطانوی ہند کا ٹیکس بہت زیادہ ہے اور یہاں اس کی شرح کو کم رکھا گیا ہے۔ موصوف نے کہا کہ حکومت کا ہمیشہ یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ رعایا کے تمام طبقات کے مفاد کا خیال رکھے اور مختلف مکاتب خیال کی آراء کو اس طرح باہم مربوط کرے کہ وہ منصفانہ ہو۔ حکومت آصفیہ نے یہاں تدبیر مقامی حالات اور صنعتی ترقی کے مقصد کا خیال رکھتے ہوئے ایک ایسی صورت پیدا کی ہے جو مفاہمت کی شکل رکھتی ہے۔

برطانوی ہند کے حالات سے ہم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ حیدرآباد میں اب تک تو افراط زر نہیں اس لئے یہاں زائد ٹیکس کی ضرورت نہیں کیونکہ زائد ٹیکس اس وقت عائد کیا جاتا ہے جبکہ افراط زر کو روکنا مقصود ہو صدر المہام بہادر نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ حیدرآباد میں تو افراط زر نہیں ہے مگر ساتھ ہی برطانوی ہند میں جس سے ہماری سرحدیں ملی ہوئی ہیں فی الوقت افراط زر موجود ہے اور ہم برطانوی ہند کی اقتصادی حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ ان سے ہمارا جو کچھ بھی لین دین ہوتا ہے وہ ان کی کرنسی میں انجام پاتا ہے۔

انکم ٹیکس اور محصول منافع زائد دو علحدہ چیزیں ہیں۔

اس امر کا جواب دیتے ہوئے کہ زائد نفع اندوزی کے ٹیکس کے ساتھ انکم ٹیکس کیوں عاید کیا گیا۔ صدر المہام بہادر نے بتلایا کہ زائد ٹیکس اور انکم ٹیکس دونوں بالکل علحدہ چیزیں ہیں .... زائد ٹیکس محنت و مشقت میں کسی اضافہ کی علامت نہیں بلکہ جنگ سے پیدا شدہ حالات کا لازمی نتیجہ ہے جس میں قابلیت جدت یا کسی غیر معمولی مشقت کو دخل نہیں۔

اس کے بعد آنریبل فینانس ممبر نے صحیفہ نگاروں کے مختلف سوالات کا جواب دیا اور جب یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ انصاف پر مبنی ہے کہ زائد نفع اندوزی کا ٹیکس ڈیڑھ سال پہلے سے عائد کیا جائے گا اور کیا اس کا اثر کمپنیوں پر برا نہ پڑے گا جبکہ وہ منافع کا کافی حصہ مختلف مدات میں صرف کر چکی ہیں تو موصوف نے کہا کہ ڈیڑھ سال کی مدت میں چھ ماہ تو سال رواں کے ہوں گے البتہ ایک سال پہلے کے زائد نفع پر صرف ٹیکس ادا کرنا ہوگا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی کمپنی اپنے تمام منافع کو سال ختم ہوتے ہی خرچ کر ڈالے جبکہ کثیر و بیشتر نفع ابھی محفوظ ہے۔ آپ نے دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ وہ لوگ جو انفرادی طور سے کمپنیوں کے حصص کو کافی تعداد میں خرید کرتے اور جو قیمتوں کے بڑھتے وقت فروخت کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کی خرید و فروخت برابر جاری رکھتے ہیں .... تو کیا ویسے اشخاص بھی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت کریں اور ان کا منافع زائد

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

حیدرآباد میں خانگی کتب خانے

کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر

مملکت آصفیہ کے امیر کبیر نواب سر سالار جنگ اعظم کا کتب خانہ ان کے علمی ذوق پاکیزہ ذوق اور مشرقی تہذیب و شائستگی کی ایک بے نظیر مثال ہے۔ نادر و نایاب مخطوطات اور کمیاب مطبوعات کے اعتبار سے یہ کتب خانہ حیدرآباد کا اہم ترین کتب خانہ اور بیش بہا تمدنی دولت ہے۔ اس کتب خانہ کی ابتداء سر سالار جنگ اول کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ ان کے جانشینوں کے علمی ذوق کی بدولت اس میں متواتر اضافہ ہوتا رہا اور موجودہ نواب سالار جنگ بہادر کے پاکیزہ ذوق نے اسے ایک بے مثل کتب خانہ بنا دیا۔

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں کتابوں کی مجموعی تعداد ۴۱ ہزار سے زیادہ ہے۔ جن میں سے ۲۹ ہزار کتابیں شعبہ مغربی میں ہیں اور ۱۲ ہزار سے زیادہ شعبہ مشرقی میں۔ شعبہ مشرقی اردو فارسی اور عربی کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ جن میں زیادہ تعداد مخطوطات ہیں چنانچہ جتنے قلمی مخطوطات اس کتب خانہ میں موجود ہیں اتنے برٹش میوزیم میں بھی نہیں۔ مذہب، تاریخ اور ادب سے متعلق جو ذخیرہ ہے وہ بہت ہی نادر و کمیاب ہے۔ اس کے علاوہ تصوف، اخلاق، کلام و عقائد، مناظرہ، فصاحت و بلاغت، لغت، منطق، ریاضی، ہیئت و ہندسہ، قرأت، عروض، قافیہ، تذکرہ، تعلیمات، جفر و نجوم، فنون، نعت اور دوسرے موضوعات سے متعلق نادر و کمیاب مخطوطات و مطبوعات موجود ہیں۔

مخطوطات کا ایک نہایت ہی بیش قیمت حصہ قرآن پاک کے قلمی نسخے ہیں جو تاریخی اہمیت کے علاوہ فن خطاطی اور حسن کاری کے لاجواب نمونے ہیں۔ اس کتب خانہ میں قرآن پاک کے قلمی نسخوں کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔ ان میں سے بعض نسخے پانچویں صدی ہجری یا اس سے بھی زیادہ قدیم ہیں اور پوست یا کاغذ پر خط کوفی لکھے ہوئے ہیں۔ متعدد نسخے چھٹی اور ساتویں صدی کے ہیں اور گیارہویں اور بارہویں صدی میں اور اس کے بعد لکھے ہوئے نسخوں کی بھی کافی تعداد ہے۔ یوں تو سب نسخے متعدد اعتبار سے اہم ہیں لیکن حسب ذیل نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ یاقوت بن عبداللہ المستعصی کا لکھا ہوا قرآن پاک جس پر شہنشاہ عالمگیر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر موجود ہے۔ کتابت چھٹی صدی ہجری۔

۲۔ یاقوت الماسی کا لکھا ہوا پنج سورہ ۷ویں صدی ہجری۔

۳۔ مرزا احمد تبریزی کا لکھا ہوا قرآن پاک گیارہویں صدی ہجری۔

۴۔ سید حسین لاہوری کا لکھا ہوا قرآن پاک۔ سنہ ۱۱۰۹ ہجری۔

۵۔ شہنشاہ عالمگیر کا لکھا ہوا پنج سورہ جو سونے سے لکھا گیا ہے۔ ان نادر نسخوں کے علاوہ گیارہویں صدی کے دو نسخے صرف تیس تیس صفحات پر لکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے متعدد نسخے خطاطی و حسن کاری کے بے نظیر نمونے ہیں۔ قرآن پاک کے قلمی نسخوں کے علاوہ حسب ذیل مخطوطات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ رسالہ احادیث نبوی و شعر جناب امیر سنہ ۳۰ھ

۲۔ مرقع میر علی۔ مناجات حضرت علی بخط میر علی سنہ ۹۴۳ ہجری۔

۳۔ مرقع امیر عماد۔ مناجات عبداللہ انصاری۔ بخط او سنہ ۱۰۱۸ ہجری۔ یہ نسخہ سلطان حسین شاہ ایران کے لئے لکھا گیا تھا۔ حاشیہ پر علی رضا عباسی تبریزی نے نقاشی کی ہے۔

۴۔ نہج البلاغہ۔ چوتھی صدی ہجری۔

۵۔ نسخۂ الغ بیگ۔ علم ہیئت کے بارے میں تیمور کے پوتے الغ بیگ کی تالیف خود اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔ آٹھویں صدی ہجری۔

۶۔ بابر نامہ بزبان ترکی۔ خود بابر کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ۔

۷۔ حدیقہ حکیم سنائی۔ سلطان علی مشہدی سنہ ۸۹۳ھ اس کتاب پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر موجود ہے۔

۸۔ علم قیافہ۔ میر علی سنہ ۹۴۳ ہجری۔ اس کتاب پر جہانگیر اور شاہجہاں کی تحریریں اور عالمگیر اعظم کی مہر موجود ہے۔

۹۔ دیوان حافظ۔ نہایت قدیم نسخہ جس پر جہانگیر کی تحریر ہے۔

۱۰۔ نورس مخطوطہ دیوان تصنیف ابراہیم عادل شاہ۔ کاتب عبدالرشید سنہ ۹۹۵ ہجری۔

۱۱۔ مثنوی زلالی۔ کاتب محمد مراد کشمیری سنہ ۱۰۴۳ھ اس کتاب پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر ہے۔

۱۲۔ روضۃ المحبین۔ ابن عماد۔ مکتوبہ میر علی سنہ ۹۵۰ھ تصویریں مختلف مصوروں کی بنائی ہوئی ہیں۔ اس پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر ہے۔

۱۳۔ دیوان محمد قلی قطب شاہ۔ بزبان دکنی مصور منقش۔ کاتب زین الدین علی۔

۱۴۔ دیوان نعمت خان عالی۔ بخط عالی۔ اس کتاب پر مغل سلاطین کی تحریریں اور مہریں موجود ہیں۔

مخطوطات کے علاوہ تقریباً ۲۵ مرقع جات قطعات ہیں جو صنعت کے اعتبار سے نہایت ہی اہم اور گراں قدر ہیں۔

کتب خانہ کے مغربی شعبہ میں انگریزی کے علاوہ فرانسیسی لاطینی جرمن اور اطالوی زبانوں کی بھی کچھ کتابیں ہیں۔ یہ شعبہ ۵۰ ذیلی شعبوں میں منقسم ہے جن میں آرٹ سے متعلق شعبہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اسپیل پرنٹس غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ اور متعدد کتابیں قدیم اور بہت ہی نادر و کمیاب ہیں۔ ان کتابوں میں سے ۱۵ کتابیں سترھویں صدی عیسوی کی ہیں جن میں زیادہ اہم یہ ہیں۔

(۱) سلطنت عثمانی کی موجودہ حالت سنہ ۱۶۶۸ع
(۲) سیر ایران سنہ ۱۶۷۷ع
(۳) ایچیور کا سفر نامہ سنہ ۱۶۹۹ع
(۴) القرآن۔ انگریزی نسخہ سنہ ۱۶۴۹ع
(۵) تاثرات چین سنہ ۱۶۹۸ع

ان کے علاوہ سترھویں صدی کی عبرانی انجیل اور اٹھارھویں صدی میں بنارس کے ایک مبلغ کی سنسکرت میں لکھی ہوئی انجیل، راجپوتوں کی تاریخ اور شیکسپیئر کے بعض بہترین نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ میکس مولر کی تالیف کتب مقدسہ کی بھی ۴۸ جلدیں موجود ہیں۔ اس کا مکمل سٹ ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے جو اب بہت ہی کمیاب ہے۔

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب مملکت

آپ کا اداریہ مورخہ ۲۳ تیر بعنوان "جامعہ عثمانیہ کے گرد و پیش تنگ اندازی" میری نظر سے گزرا۔ حدود جامعہ کے اطراف و اکناف میں جن اصحاب کی اراضی ہیں ان میں نواب محسن یار جنگ کی اراضی زراعتی کالج کے لئے سب سے زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ نواب صاحب ایک قدیم اور معزز خاندان کے رکن ہونے کے علاوہ ملکی مسائل سے بھی عملی دلچسپی رکھتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ نواب صاحب کی مقبوضہ اراضی کے حصول کی کارروائی کچھ عرصہ سے جاری ہے مگر نہیں معلوم اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ مجھے حیرت ہوگی اگر نواب صاحب اغراض جامعہ کے لئے اپنی اراضی فروخت کرنے میں کوئی نامناسب شرائط پیش فرماتے ہیں۔ مالکان اراضی کا یہ رجحان عام طور پر پایا جاتا ہے کہ جب وہ سرکار کے ہاتھ اراضی فروخت کرتے ہیں تو منہ مانگے دام طلب کرتے ہیں۔ مگر اذکر نواب محسن یار جنگ بہادر سے ہمیں یہ توقع نہ رکھنی چاہئے کہ وہ جامعہ جیسی اغراض کی تکمیل میں اپنے ذاتی نفع کی خاطر کوئی رکاوٹ پیدا کر رہے ہیں ہم نواب صاحب سے متوقع ہیں کہ وہ پوزیشن صاف کریں گے اور امکانی غلط فہمی کو رفع فرمائیں گے۔

عبدالعلی

بین الاقوامی قانون کا احترام

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

مقاصد امن

(اختتام جنگ کے بعد زمانہ امن میں ترکی کے مقاصد کیا ہوں گے؟) الفقرہ کے سرکاری حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ وزیر خارجہ کی اس تقریر میں ترکی کے مقاصد کا ایک خاکہ موجود ہے۔ ترکی اجتماعی حفاظت پر ایقان رکھتا ہے بین الاقوامی انصاف، مصالحت کے ذریعہ اختلافات کو رفع کرنا اور قیام امن کے لئے انسدادی تدابیر اختیار کرنا ترکی کا مسلک ہے۔ ترکی اب اپنا خون بہانے کے لئے تیار نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ گزشتہ صدیوں میں وہ کافی خون بہا چکا ہے اور موجودہ جنگ کے دوران میں اس نے اپنی غیر جانبداری سے جنگ کے شعلوں کو مشرق وسطیٰ اور خلیج فارس تک پھیلنے سے روک دیا۔ بعد جنگ نظام نو سے متعلق ترکی کا یہ خیال ہے کہ جس طرح نو ترکی کی بنیاد سیاسی افراد کی مساوات پر مبنی ہے اسی طرح اقوام عالم میں بھی مساوات ہونی چاہئے۔ سیاسی حقوق اور معاشی مفادات کی حد تک ہر قوم کو یہ آزادی حاصل رہنی چاہئے کہ وہ اپنے قومی مفادات کے لئے کام کرے۔ آخری چیز یہ ہے کہ اگر ترکی پر حملہ کیا گیا تو وہ پوری قوت سے مدافعت کرے گا

(ترجمہ بلفظہ مملکت)

حیدرآبادی خواتین کی سرگرمیاں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

تک بھی اپنے ذوق کی ہر ہر چیزوں میں انتہائی اسراف کی عادی ہیں۔ وہ یہ نہیں خیال کرتیں کہ اپنی ذات سے علیحدہ ہو کر وہ اجتماعی طور سے سوسائٹی کی رکن ہیں

اور اس رکنیت کے اعتبار سے سماج نے جو فرائض عائد کر دیئے ضروری حد تک اس کی خدمت بھی بجالائیں۔ اور خدمت صرف وہی بجالا سکتے ہیں جو کچھ تکلیف گوارہ کریں۔ کچھ ایثار دکھائیں اور اپنی آسائش و آرام کے تھوڑے حصے سے دستبردار ہوں۔ یہ فرض ہر ایک پر اور ان جنسوں پر اور بھی زیادہ عائد ہوتا ہے جن کو قدرت نے دولت کی فراوانی اور جاہ و منزلت دیا ہے یوں تو ہر عورت کے کچھ فرائض ہیں لیکن ہر اس عورت کے جو اپنی دولت کے مقابلتاً دوسروں سے جو اس سے کمتر ہوں زیادہ فرائض رکھتی ہے اسی طرح ہر اس عورت پر جو دوسروں سے زیادہ ذی علم ہے یہ فرض قرار پاتا ہے کہ اپنے علم کی تجلی سے وہ بے علمی کی تاریکی کو دور کرے۔ آج اگر ہمارا ہر فرد اپنی جگہ اپنے فرائض کو ادا کرے تو یہ ناممکن ہے کہ ہمارے [illegible] افلاس اور ہماری جہالت کا [illegible]

مسودہ قانون تحصیل منافع اندوزی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

[illegible] کمیٹی میں پیش [illegible] ہے [illegible] حکومت نفع اندوزی کے خلاف ہو جانے کے بعد کوئی دوسری تدبیر بھی اختیار کرے گی [illegible] گرانی [illegible] سے متعلق ہوں [illegible] نے [illegible] حکومت کے سامنے ایسی تدابیر [illegible] غور ہیں جو وقت آنے پر معلوم ہو جائیں گی بعد ازاں جب سوالات ختم ہوئے آنریبل [illegible] کی جانب ایک کمیٹی نے [illegible] کا شکریہ ادا کیا کہ حکومت نے مسودہ [illegible]

سستی دوکانوں کے لئے چندے کی اپیل

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کا جلسہ عام

یہ امر باعث اطمینان ہے کہ حکومت سرکار عالی نے محصول زائد منافع کی آمدنی غرباء کی امداد میں اشیاء ضروریات کی فراہمی میں صرف کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور توقع ہے کہ موجودہ نازک صورت حال کو بہتر بنانے میں یہ تجویز مفید ثابت ہوگی لیکن کوئی رفاہ عام کا کام اس وقت تک بہتر طریقہ پر انجام نہیں پا سکتا۔ جب تک ملک کے تمام طبقات گرانی قیمت کے تکالیف کا احساس کرتے ہوئے اپنے کمزور اور ضعیف ہم وطنوں کی امداد کے لئے متحد ہو جائیں۔ مجلس انسداد قلت و گرانی اجناس نے اگرچہ سابقہ تحریکات میں فراہمی چندہ کے متعلق اشارہ کیا ہے لیکن زیادہ توجہ مقابلتہً دیگر اہم مسائل کی طرف مرکوز رکھی اب حالات کے مقتضیات نے اس امر کو واضح کیا ہے کہ پبلک کی طرف سے چندہ فراہم کر کے غرباء کے لئے مزید سہولتیں فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی خصوص میں ایک اسکیم بھی زیر ترتیب ہے جو پبلک کے غور کے لئے پیش کی جائے گی۔ جب کسی قوم اور ملک کو دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو سب سے زیادہ ذمہ داری صاحب ثروت طبقہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ ملک کی تکالیف کا احساس کرتے ہوئے اپنی مرضی و خوشی سے اپنی دولت کا ایک حصہ قومی ضروریات کے لئے مہیا کرے اور یہی تعلیم ہر مذہب و ملت کی ہے کہ ہمیشہ اور بالخصوص حالات میں ان کمزور انسانوں کی مدد کریں جو کسی نہ کسی وجہ سے وہ سہولتیں نہیں رکھتے ہیں جو قدرت نے متمول اشخاص کو دی ہیں۔ یہ امر بھی تاریخ سے ظاہر و ثابت ہے کہ جب کبھی خوشحال اشخاص نے کمزوروں اور مصیبت زدوں کی مدد کی ہے تو خود ان کی حیثیت ملک اور قوم میں زیادہ مستحکم ہوتی ہے۔ اور جہاں ایسا نہیں ہوا ہے نہایت مضر نتائج برآمد ہوئے ہیں ہم اہل ملک سے اپیل کرتے ہیں کہ گرانی کی وجہ جو مصائب غریبوں کو آئے دن پیش آ رہے ہیں ان کا لحاظ فرماتے ہوئے اپنے دست خیر کو بڑھائیں۔ اور جو جلسہ عام بتاریخ ۳۰ امرداد ۱۳۵۲ف کو شام کے ساڑھے چھ بجے ریڈی ہاسٹل میں اس غرض سے منعقد ہو رہا ہے اس میں حصہ لے کر ہماری امداد افزائی فرمائیں۔

یہ اپیل مندرجہ ذیل اشخاص کے دستخطوں سے شائع ہوتی ہے۔

۱۔ وینکٹ راما ریڈی۔ ۲۔ ایس۔ یہ۔ جانائیڈو۔ ۳۔ میر اکبر علی خان۔ ۴۔ محمد علی موسوی۔ ۵۔ مسز نیول (?)۔ ۶۔ محمد فتح اللہ خان۔ ۷۔ میر احمد علی خان۔ ۸۔ غلام محمد خان۔ ۹۔ میر حسن الدین۔ ۱۰۔ مسز نارائن ریڈی۔ ۱۱۔ سید عسکری جعفری۔ ۱۲۔ مقصود احمد خان۔ ۱۳۔ تربنک لال۔ ۱۴۔ ولی داد خان۔ ۱۵۔ احمد یار خان۔ ۱۶۔ کشن داس گوپال داس۔ ۱۷۔ یاسین علی خان۔ ۱۸۔ قاضی سید الطاف۔ ۱۹۔ ایم۔ نرسنگ راؤ۔ ۲۰۔ سید عالم خوند میری۔ ۲۱۔ جگت راؤ۔ ۲۲۔ بی رام کشن راؤ۔ ۲۳۔ کرشنا سوامی مدیراج۔ ۲۴۔ دوست محمد خان۔ ۲۵۔ ڈاکٹر لطیف سعید۔ ۲۶۔ ڈاکٹر سید عبد اللطیف۔ ۲۷۔ ایس وینکٹ راؤ۔ ۲۸۔ بھگت پرشاد۔ ۲۹۔ سراج الحسن ترمذی۔ ۳۰۔ ڈاکٹر جے سوریا نائیڈو۔ ۳۱۔ مخدوم محی الدین۔ ۳۲۔ گروداس۔ ۳۳۔ سیا۔ ۳۵۔ راج بہادر گوڑ۔ ۳۶۔ سید محمد جواد رضوی۔ ۳۷۔ وینکٹ رنگا ریڈی۔ ۳۸۔ شام سندر۔ ۳۹۔ رگھو بیر علی۔

نوٹس

حضور کچہری علیہ مرتبہ عدالت دیوانی ضلع تعلقہ لاتور
دارالقضاء مورخہ ۱۳ امرداد ۱۳۵۲ف
نمبر مقدمہ ۱۲۱ سنہ ۱۳۵۲ف بابت ... مولوی خواجہ معین الدین بی اے ایل ایل بی منصف لاتور

مدعی: مانک راؤ ولد کاشی ناتھ ... موضع ... جاگیر لاتور
مدعی علیہ: بانکا رام ولد ونیکو بالا، جہانگیرتی بائی زوجہ وشوناتھ

دعویٰ: استقرار حق ملکیت و بے اثری و کالعدم و منسوخ قرار دینے بیع دستاویز بیع نامہ

بنام جہانگیرتی بائی زوجہ وشوناتھ قوم ... عمر ۳۰ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن موضع ... جاگیر تعلقہ لاتور

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک دعویٰ مذکورۂ صدر دائر کیا ہے۔ عدالت ہذا سے تمہارے نام متعدد بار سمن جاری ہوئے لیکن وہ کسی نہ کسی وجہ سے بلا تعمیل بر ذات واپس آئے۔ لہٰذا حسب استدعاء مدعی ذریعہ نوٹس مشتہر کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۴ امرداد ۱۳۵۲ف بوقت ۱۱ بجے دن اس عدالت میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ کی کرو اور تم کو اس امر کی بھی اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اسی روز کل دستاویزات جن پر اپنی جواب دہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ اگر تم تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ تمہارے عدم حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۱۳ امرداد ۱۳۵۲ف میرے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ دستخط ...

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر حکمت مسجد چوک سے شائع ہوا۔